بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ التوبہ

(۹)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

مہاجرین و انصار کے اُن لوگوں سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے جو سب سے پہلے سبقت کرنے والے ہیں اور وہ بھی جنھوں نے خوبی کے ساتھ اُن کی پیروی کی ہے[۲۶۵]۔ اللہ نے اُن کے

۲۶۵؎ یہ اب عام مسلمانوں اور منافقین، دونوں کے سامنے نمونے اور مثال کی حیثیت سے اُن لوگوں کو پیش کر دیا ہے جو پیغمبر کے ساتھیوں میں گل سرسبد اور اصل سرمایہ تھے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

''...فرمایا کہ اِس امت کا ہراول دستہ مہاجرین و انصار میں سے وہ سابقون اولون ہیں جنھوں نے سب سے پہلے نبی کی دعوت پر لبیک کہی، جو اُس وقت اسلام کی طرف بڑھے، جب ایک قدم بھی اُس کی طرف بڑھنا گونا گوں مزاحمتوں کا مقابلہ کیے بغیر ممکن نہ تھا اور جو اُس وقت نبی کی حمایت و مدافعت کے لیے اٹھے، جب اُس کی حمایت و مدافعت تمام احمر و اسود سے لڑائی مول لینے کے ہم معنی تھی۔

دوسرے درجے پر وہ لوگ ہیں جو اگرچہ اولیت و اسبقیت کا درجہ تو حاصل نہ کر سکے، تاہم اُنھوں نے پورے اخلاص اور پوری راست بازی سے سابقین اولین کے نقش قدم کی پیروی کی۔ اِس پیروی میں اُنھوں نے کسی

فِيۡهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۰۰﴾

لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ ۱۰۰

نمایش، کسی مصلحت، کسی غرض یا کسی نوع کے تذبذب اور نفاق کو دخیل نہیں ہونے دیا۔ ایک مرتبہ بڑھ کر اُنھوں نے پیچھے مڑنے کا نام نہیں لیا۔ جن سے کٹنا تھا، اُن کو کاٹا تو اِس طرح کہ کوئی تسمہ لگا نہیں رہنے دیا اور جن سے جڑے تو اِس طرح نہیں کہ:

منہ پھیر کر اِدھر کو اُدھر کو بڑھا کے ہاتھ

بلکہ اِس طرح جڑے کہ:

تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اِسی خلوص و صداقت اور ظاہر و باطن کی اِسی کامل ہم آہنگی اور ہم رنگی کو یہاں 'اِحسَان' کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ 'اِحسَان' کے معنی ہم دوسرے مقام میں واضح کر چکے ہیں کہ کسی کام کو کمال حسن و خوبی سے انجام دینے کے بھی ہیں۔

...فرمایا کہ اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اللہ اُن سے اِس لیے راضی ہوا کہ وہ اپنے بندوں سے حق کی راہ میں جو صبر و ثبات، جو عزیمت و استقامت، جو جاں بازی و سرفروشی چاہتا ہے، اُس کا اُنھوں نے حق ادا کر دیا اور اُنھوں نے اللہ اور رسول سے جو عہد باندھا، زندگی کے تمام نشیب و فراز میں، تمام مزاحمتوں اور مخالفتوں کے علی الرغم، پوری خوبی سے اُس کو نبھایا۔ اُن کے رب نے اُن کو جو قوتیں اور صلاحیتیں عطا فرمائیں، اُن کو اُنھوں نے درجۂ کمال تک پروان چڑھایا اور اُن کو اپنے رب ہی کی رضا طلبی میں صرف کیا۔ شیطان کو اُن میں ساجھی بننے کا، اپنے امکان کی حد تک کوئی موقع نہیں دیا۔

اللہ سے اُن کے راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اُن کے ساتھ جو معاملہ کیا، اُس کو ہر رنگ میں اُنھوں نے اُس کے عدل، اُس کی حکمت اور اُس کی رحمت پر محمول کیا۔ اُن کو اگر کوئی افتاد پیش آئی تو اُس کو اُنھوں نے اپنی کسی خامی کا علاج سمجھا، کوئی مشکل پیش آئی تو اُس کو صبر و عزیمت کا امتحان جانا، سکھ ملا تو دل و جان سے اُس کے شکر گزار ہوئے، دکھ ملا تو صابر و مطمئن رہے، کسی حال میں بھی اپنی امید کے چراغ کو اُنھوں نے گل نہیں ہونے دیا۔ طوفان اٹھے، بجلیاں چمکیں، بلکہ کبھی کبھی برق خرمن سوز سارے خرمن کو جلا کر خاکستر بھی کر گئی، لیکن اُن کے نفس

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ

تمھارے اردگرد جو بدوی رہتے ہیں، اُن میں بھی بہت سے منافق ہیں اور مدینہ والوں میں بھی۔ وہ اپنے نفاق میں طاق ہو چکے ہیں۔ تم اُن کو نہیں جانتے، ہم اُن کو جانتے ہیں[۲۶۶]۔ اُنھیں عنقریب ہم دو مرتبہ سزا دیں گے[۲۶۷]۔ پھر وہ ایک عذاب عظیم کی طرف دھکیل دیے جائیں گے۔ ۱۰۱

(اِن کے علاوہ) کچھ دوسرے لوگ بھی ہیں جنھوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا ہے۔ اُنھوں نے ملے جلے عمل کیے تھے، کچھ بھلے اور کچھ برے۔ اُمید ہے کہ اللہ اُن پر توجہ فرمائے، اِس لیے کہ اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے[۲۶۸]۔ تم اُن کے مالوں کا صدقہ قبول کر لو[۲۶۹]، اِس سے تم اُنھیں

مطمئنہ کو کوئی چیز بھی ہلا نہ سکی۔ وہ بدستور 'رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً' کی چٹان پر جما رہا اور بالآخر اُس نے 'فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ' کی ابدی بشارت حاصل کی۔'' (تدبر قرآن ۳/۶۳۵)

۲۶۶؎ یہ مسلمانوں کو بھی تنبیہ ہے کہ اِن کے معاملے میں ہوشیار رہو اور منافقین کو بھی کہ دوسرے تمھیں پہچاننے میں دھوکا کھا سکتے ہیں، لیکن اللہ خوب جانتا ہے کہ تم کیسے بھگل بنائے ہوئے ہو۔

۲۶۷؎ یعنی ایک مرتبہ مسلمانوں کے ہاتھوں اور دوسری مرتبہ عالم برزخ میں، جب دنیا سے رخصت ہوں گے۔

۲۶۸؎ یہ لوگ منافق نہیں تھے۔ تاہم کمزوریوں میں ضرور مبتلا تھے۔ چنانچہ تبوک کے موقع پر بھی اِن سے کمزوری صادر ہوئی، لیکن جیسے ہی متنبہ کیے گئے، اِنھیں سخت ندامت ہوئی اور باتیں بنانے کی کوشش کرنے کے بجاے اِنھوں نے صدق دل سے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔ روایتوں میں بیان ہوا ہے کہ بعض لوگوں نے یہاں تک کیا کہ اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ لیا اور کہا کہ ہم پر خواب و خور حرام ہے، جب تک اللہ و رسول کی طرف سے معاف نہ کر دیے جائیں*۔ اِنھیں بشارت دی گئی ہے کہ اِن کے اعمال اچھے رہے تو اُمید ہے کہ اللہ اِن کی توبہ قبول

* تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر ۲/۵۰۵۔

وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَالتَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۱۰۴﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ

پاکیزہ بناؤ گے اور اُن کا تزکیہ کرو گے۔[۲۷۰] اور اُن کے لیے دعا کرو، اِس لیے کہ تمھاری دعا اُن کے لیے وجہ تسکین ہو گی۔ اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔[۲۷۱] کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور اُن کے صدقات کی پذیرائی فرماتا ہے اور (نہیں جانتے کہ) اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔[۲۷۲] (اُن سے) کہہ دو کہ عمل کرو، اب اللہ اور اُس کا رسول اور

فرمائے گا۔ اِس سے قیامت کی جزا و سزا کو بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اسی طرح کے لوگ ہیں جن کے بارے میں توقع کی جا سکتی ہے کہ وہاں بھی کسی سزا کے بغیر ہی معاف کر دیے جائیں گے۔

۲۶۹؎ یعنی وہ صدقہ جو اب یہ اپنے گناہوں کی تلافی کے لیے کریں گے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ توبہ اور تطہیر کے لیے سب سے زیادہ موثر چیز اللہ کی راہ میں انفاق ہی ہے۔

۲۷۰؎ آیت میں تطہیر اور تزکیہ کے دو لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

''...قرآن میں اِن دونوں کے مواقع استعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ 'تطہیر' میں غالب پہلو ظاہری اور باطنی نجاستوں اور رذائل سے پاک کرنے کا ہے اور تزکیہ میں رذائل سے پاک کرنے کے ساتھ ساتھ صلاحیتوں اور خوبیوں کو نشو و نما دینے اور فضائل اخلاق سے آراستہ کرنے کا مفہوم بھی شامل ہے۔'' (تدبر قرآن ۳/۶۳۹)

۲۷۱؎ پیچھے منافقین کے بارے میں فرمایا تھا کہ نہ اُن کے صدقات قبول کیے جائیں گے اور نہ پیغمبر اُن کے لیے دعا و استغفار کریں گے، بلکہ اُن میں سے کوئی مر جائے تو اُس کے جنازے کی نماز بھی نہیں پڑھیں گے۔ یہ اُس کے برعکس ہدایت کی گئی ہے کہ اُن لوگوں کے لیے رحمت و برکت کے یہ سب دروازے کھول دیے جائیں جنھوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا ہے۔

۲۷۲؎ اوپر خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ اب یہ براہ راست اِن لوگوں کو توبہ اور توبہ کے لیے صدقہ و انفاق کی ترغیب ہے۔

اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۰۶﴾

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِیْقًۢا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا

(اُن کے) ماننے والے تمھارے عمل کو دیکھیں گے اور تم جلد اُس کے حضور پیش کیے جاؤ گے جو تمام کھلے اور چھپے کا جاننے والا ہے۔ پھر وہ تمھیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔ ۱۰۲-۱۰۵

(اِسی طرح) کچھ دوسرے ہیں جن کا معاملہ ابھی خدا کے فیصلے تک ٹھیرا ہوا ہے۔ وہ اُنھیں سزا دے گا یا اُن کی توبہ قبول کرے گا۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے، وہ بڑی حکمت والا ہے[۲۷۳]۔ ۱۰۶

اور جنھوں نے ایک مسجد بنائی ہے[۲۷۴]۔ اِس لیے کہ (اسلام کو) نقصان پہنچائیں اور کفر کو تقویت دیں

۲۷۳؎ آگے آیت ۱۱۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تین آدمی تھے۔ روایتوں میں اِن کے نام کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع بیان ہوئے ہیں۔ تبوک کے موقع پر جو کمزوری اِن سے صادر ہوئی، اُس کا اِنھوں نے بھی نہایت سچائی کے ساتھ اعتراف کر لیا تھا، مگر اللہ نے اپنے علم و حکمت کے تقاضے سے اِن کا معاملہ موخر کر دیا اور فرمایا کہ ابھی دیکھیں گے کہ اِنھیں سزا دی جائے یا معاف کیا جائے۔ اِس کے صاف معنی یہ تھے کہ یہ زیرِ عتاب ہیں اور اللہ ابھی اِن سے راضی نہیں ہوا۔ اِس کی وجہ غالباً یہ ہوئی کہ جس درجے اور مرتبے کے یہ لوگ تھے، اُس کے لحاظ سے اِس طرح کی کمزوری اِن سے متوقع نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر اپنی اِس غلطی کا اُس شدت کے ساتھ اِنھوں نے احساس بھی نہیں کیا، جس شدت کے ساتھ اُس کا احساس اِنھیں کرنا چاہیے تھا۔ چنانچہ تزکیہ و تطہیر کے لیے اِن کا معاملہ موخر کر دیا گیا۔

۲۷۴؎ اِس جملے میں خبر محذوف ہے۔ آگے 'وَلَیَحْلِفُنَّ' کا جملہ اُسی پر عطف ہوا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

''یہ منافقین کے سب سے زیادہ شریر گروہ کا ذکر ہے۔ اِن لوگوں کی جس شرارت کی طرف یہاں اشارہ ہے، وہ یہ ہے کہ اگرچہ مدینہ میں دو مسجدیں پہلے سے موجود تھیں، ایک مضافاتِ شہر میں مسجد قبا، دوسری شہر کے اندر مسجد نبوی، لیکن اِنھوں نے اپنے مفسدانہ اغراض کے لیے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی ایک الگ مسجد بنائی۔ مقصود تو اِن کا یہ تھا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو سازشیں وہ کرنا چاہتے تھے، اُس کے لیے ایک اڈا مہیا کریں، لیکن اُس کو نام مسجد

لِّمَنۡ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَلَيَحۡلِفُنَّ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّا الۡحُسۡنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشۡهَدُ اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمۡ فِيۡهِ اَبَدًا ؕ لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقۡوٰى مِنۡ اَوَّلِ يَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ فِيۡهِ ؕ فِيۡهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُطَّهِّرِيۡنَ ﴿۱۰۸﴾

اور اہل ایمان میں پھوٹ ڈالیں اور اُن لوگوں کے لیے ایک کمین گاہ فراہم کریں جو اِس سے پہلے خدا اور اُس کے رسول کے ساتھ برسر جنگ رہے ہیں، (وہ بھی آئیں گے) اور (آ کر) قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو صرف بھلائی چاہی تھی[۲۷۵]، مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ تم اُس میں کبھی کھڑے نہ ہونا۔ وہی مسجد اِس کی حق دار[۲۷۶] ہے کہ تم اُس میں (عبادت کے لیے) کھڑے ہو جس کی بنیاد اول دن سے (خدا کے) تقویٰ پر قائم کی گئی ہے[۲۷۷]۔ اُس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند

کا دیا تاکہ اِس طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر اپنی دین داری کی دھونس بھی جمائیں اور اپنے مقاصد بھی پورے کر سکیں۔ اُس کو مسلمانوں کی نظروں میں مقبول اور مقدس بنانے کے لیے اِنھوں نے یہ کوشش بھی کی کہ خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اُس میں ایک مرتبہ نماز پڑھ دیں تاکہ اُس کو بھی لوگوں کی نگاہوں میں وہی احترام حاصل ہو جائے جو مسجد قبا کو حاصل ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کے اغراض مشئومہ بھانپ کر پہلے تو اِن کو ٹال دیا، پھر جب اُس کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہو گئیں تو اُس میں نماز پڑھنا تو الگ رہا، آپ نے تبوک سے واپسی پر اُس کو گروا بھی دیا۔''* (تدبر قرآن ۳/۶۴۱)

۲۷۵؎ مطلب یہ ہے کہ ہمارے پیش نظر تو صرف اتنی بات تھی کہ اللہ کے ذکر اور اُس کی عبادت کے لیے ایک جگہ اور بنا دی جائے اور جو مسلمان اندھیری راتوں یا سردی اور بارش میں مسجد کی دوری کے باعث جماعت کی حاضری سے محروم رہ جاتے ہیں، وہ بھی جماعت کا ثواب حاصل کر سکیں۔

۲۷۶؎ اصل میں 'اَحَقُّ' کا لفظ ہے، مگر موقع کلام سے واضح ہے کہ یہ نسبت اور تقابل سے مجرد ہو کر آیا ہے۔ عربی زبان میں 'اَفۡعَلُ' اِس طریقے سے بھی آتا ہے۔

۲۷۷؎ جملے کا اسلوب بتا رہا ہے کہ اِس سے مسجد قبا مراد ہے۔ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد ضرار اِسی کے توڑ

* تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر ۲/۵۰۸۔

اَفَمَنۡ اَسَّسَ بُنۡیَانَهٗ عَلٰی تَقۡوٰی مِنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانٍ خَیۡرٌ اَمۡ مَّنۡ اَسَّسَ بُنۡیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانۡهَارَ بِهٖ فِیۡ نَارِ جَهَنَّمَ وَاللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا یَزَالُ بُنۡیَانُهُمُ الَّذِیۡ بَنَوۡا رِیۡبَةً فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ اِلَّاۤ اَنۡ تَقَطَّعَ قُلُوۡبُهُمۡ وَاللّٰهُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۱۱۰﴾

اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَاَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَنَّةَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَیُقۡتَلُوۡنَ وَعۡدًا عَلَیۡهِ حَقًّا فِی التَّوۡرٰىةِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ وَالۡقُرۡاٰنِ

کرتے ہیں اور اللہ اُنھی کو پسند کرتا ہے جو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہوں۔[۲۷۸] کیا وہ شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے تقویٰ اور اُس کی خوشنودی پر رکھی ہو یا وہ جس نے اپنی عمارت ایک کھوکھلی کگر پر اٹھائی جو گرنے کو ہے اور وہ اُس کو لے کر دوزخ کی آگ میں جا گری؟ اللہ اِس طرح کے ظالموں کو کبھی راہ نہ دکھائے گا۔[۲۷۹] یہ عمارت جو اُنھوں نے بنائی ہے، ہمیشہ اُن کے دلوں میں بے یقینی کی بنیاد بنی رہے گی، الّا یہ کہ اُن کے دل ہی ٹکڑے ہو جائیں۔[۲۸۰] اللہ سب کچھ جانتا ہے، وہ بڑی حکمت والا ہے۔ ۱۰۷-۱۱۰

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ (پیغمبر کے ہاتھ پر بیعت کر کے) ایمان لائے ہیں، اُن کے جان و مال اللہ نے جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، پھر مارتے ہیں اور مارے جاتے

پر بنائی گئی تھی۔*

۲۷۸ اِس میں، اگر غور کیجیے تو مسجد قبا کے نمازیوں کی تعریف کے ساتھ مسجد ضرار کے مفسدین پر تعریض بھی ہے کہ یہ ظاہر و باطن، دونوں میں آلودۂ غلاظت ہیں اور اللہ اِس طرح کے لوگوں کو سخت ناپسند کرتا ہے۔

۲۷۹ یعنی اُس منزل کی راہ نہ دکھائے گا جو قیامت میں اہل ایمان کے لیے مقرر کی گئی ہے۔

۲۸۰ یہ تعلیق بالمحال کا ایک خوب صورت اسلوب ہے۔ ہم اپنے محاورے میں کہتے ہیں کہ یہ داغ اب کپڑے

---

* تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر ۲/۵۰۹۔

وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِیْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

ہیں[۲۸۱]۔ یہ اللہ کے ذمے ایک سچا وعدہ ہے، تورات اور انجیل اور قرآن میں[۲۸۲]۔ اور اللہ سے بڑھ کر کون ہے جو اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہو۔ سو اِس سودے پر خوشی مناؤ جو تم نے اللہ سے کیا ہے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ وہ توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، شکر کرنے والے ہیں، (خدا کی راہ میں) سیاحت کرنے والے ہیں، (اُس کے آگے) رکوع اور سجدہ کرنے والے ہیں، بھلائی کی تلقین کرنے والے ہیں، برائی سے روکنے والے ہیں اور حدود الٰہی کی حفاظت کرنے والے ہیں[۲۸۳]۔ (وہی سچے مومن ہیں) اور (اے پیغمبر)، اِن مومنوں کو خوش خبری دے دو[۲۸۴]۔ ۱۱۱-۱۱۲

کے ساتھ ہی جائے گا۔ اِسی طرح فرمایا ہے کہ 'اِلَّآ اَنْ تُقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ'۔

۲۸۱؎ اسلام کی حقیقت یہی بیع و شرا ہے، لیکن یہاں خاص طور پر اِس کا حوالہ اِس لیے دیا ہے کہ پیغمبر کی موجودگی میں اِس بیع و شرا کا سب سے بڑا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ اُس کے ماننے والے منکرین حق کے لیے خدا کے عذاب کا تازیانہ بن جائیں اور اُن کو ماریں، خواہ اُن میں سے بعض اِس کے نتیجے میں خود بھی مارے جائیں۔ پیچھے جن لوگوں کا ذکر ہوا ہے، اُن کے نفاق کا اصلی سبب یہی تھا کہ وہ خدا سے اپنے جان و مال چراتے تھے۔ چنانچہ واضح کر دیا ہے کہ پیغمبر کے ہاتھ پر جو بیعت کی جاتی ہے، اُس کا سب سے بڑا تقاضا اِس وقت خدا کی راہ میں قتال ہی ہے۔

۲۸۲؎ یعنی جان و مال کی قربانی کے عوض جنت کا وعدہ۔ انجیل میں جس چیز کو آسمانی بادشاہی سے تعبیر کیا گیا ہے، وہ یہی ہے۔ پیغمبر کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کو جو بادشاہی دنیا میں حاصل ہوتی ہے، وہ اِسی کی ابتدا ہے۔ تورات کے مترجمین نے اِسی بنا پر ہر جگہ اِسے ایک ایسے ملک پر چسپاں کر دیا ہے، جس میں دودھ اور شہد بہتا ہے، یعنی فلسطین کی سرزمین جس کے وہ دنیا میں امیدوار تھے۔

۲۸۳؎ اصل میں مبتدا محذوف ہے، یعنی 'هم التائبون'۔ یہ منافقین کے سامنے اُن اوصاف کی وضاحت کر دی

ہے، جن کا حامل ہر سچے مومن کو ہونا چاہیے تاکہ وہ یہ فیصلہ کر سکیں کہ ایمان کے تقاضے کیا ہیں اور کون سا رویہ کفر اور نفاق میں داخل ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

''یہاں اہل ایمان کے کردار کے جو اجزا بیان ہوئے ہیں، اُن میں سب سے پہلے توبہ کا ذکر ہے۔ توبہ کے معنی رجوع الی اللہ کے ہیں۔ خدا کی بندگی اور اطاعت کی راہ میں بندے کا پہلا قدم یہی ہے کہ وہ شیطانی راہوں میں ہرزہ گردی چھوڑ کر اپنے رب کی طرف لوٹتا ہے اور اُس کی صراط مستقیم پر چلنے کا عزم کرتا ہے۔ پھر یہی توبہ ہے جو ہر گام پر اُس کو سنبھالتی ہے۔ جب کبھی اُس کا کوئی قدم راہ سے بے راہ ہو جاتا ہے، یہ توبہ اُس کی دست گیری کرتی اور اُس کو راہ پر لگاتی ہے۔

توبہ کے بعد عبادت کا ذکر ہے۔ یہ خدا کے سب سے بڑے حق کا حوالہ ہے۔ جو بندہ خدا کی طرف رجوع کرتا ہے، اُس پر خدا کا اولین حق اُس کی عبادت کا عائد ہوتا ہے اور چونکہ خدا کے سوا کوئی اور اِس حق میں ساجھی نہیں ہے، اِس وجہ سے اِس کا بلاشرکت غیرے ہونا اِس کی صفت لازمی ہے اور ساتھ ہی اطاعت بھی چونکہ اِس کا بدیہی تقاضا ہے، اِس وجہ سے وہ بھی اِس کا جزو لاینفک ہے۔ عبادت کے ساتھ حمد کا ذکر ہے جو تمام عبادات کی روح ہے، اِس لیے کہ نماز اور زکوٰۃ وغیرہ... سب خدا کی شکر گزاری اور اُس کی نعمتوں کے اعتراف کے مظاہر ہیں۔ اگر بندے کے اندر شکر گزاری اور اعتراف نعمت کا جذبہ بطور ایک صفت کے راسخ نہ ہو تو نہ وہ عبادت کا حق ادا کرنے پر آمادہ ہی ہوتا ہے اور نہ اُس کی عبادت کے اندر کوئی روح ہی ہوتی ہے۔

اِس کے بعد سیاحت کا ذکر ہے... یہ اُن تمام سرگرمیوں، مشقتوں اور ریاضتوں کی ایک جامع تعبیر ہے جو آدمی اپنے ظاہر و باطن کی تربیت و اصلاح، دین کو سمجھنے اور سمجھانے، اُس کو پھیلانے اور بڑھانے کے لیے والہانہ اور سرفروشانہ اختیار کرتا ہے اور جن کی راہ میں اپنی زندگی کی لذتیں، راحتیں، امنگیں اور خوشیاں بے دریغ قربان کرتا ہے۔

پھر نماز کا ذکر ہے جس کے لیے 'الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ' کی تعبیر اختیار کی گئی ہے۔ نماز کا ذکر قرآن میں جہاں جہاں اِس اسلوب سے ہوا ہے، وہاں صرف فرض نمازیں مراد نہیں ہیں، بلکہ خلوت کی نمازیں مراد ہیں۔ یہی نمازیں اُن تمام چیزوں کی محافظ بھی ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے اور یہی اُس ریاضت کو بھی زندگی اور نشوونما بخشتی ہیں جو سیاحت کے لفظ سے تعبیر کی گئی۔

اِس کے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذکر ہے۔ اوپر جو باتیں بیان ہوئی ہیں، اُن کا بیش تر تعلق فرد کی اپنی اصلاح و تربیت سے ہے۔ اب یہ اُن کا تعلق قوم اور جماعت کے ساتھ واضح کیا جا رہا ہے کہ وہ نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے ہیں۔ وہ دوسروں کے خیر و شر سے بے تعلق رہ کر زندگی نہیں گزارتے، بلکہ دوسروں

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کی اصلاح وتربیت کے لیے بھی اپنے اندر تڑپ رکھتے ہیں اور اپنی طاقت وصلاحیت کے مطابق اصلاح منکر کا فرض انجام دیتے ہیں۔

آخر میں حفظ حدود اللہ کا ذکر ہے۔ یہ درحقیقت تقویٰ کی تعبیر ہے اور خاتمہ پر ایک ایسی صفت کا حوالہ دے دیا گیا ہے جو سب سے زیادہ جامع ہے۔ یعنی وہ زندگی کے تمام مراحل میں برابر چوکنے رہتے ہیں کہ خدا نے جو حدود قائم فرمائے ہیں، اُن میں سے کوئی حد ٹوٹنے نہ پائے۔ نہ وہ خود کسی حد کو توڑنے کی جسارت کرتے ہیں اور نہ اپنے امکان کی حد تک کسی دوسرے کو اُس کے توڑنے کی اجازت دیتے ہیں۔'' (تدبر قرآن ۳/ ۶۴۷)

۲۸۴؎ اِس جملے کا معطوف علیہ محذوف ہے۔ ہم نے ترجمے میں اُسے کھول دیا ہے۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com